قسط نمبرا

# نواقض تیمم و وضوء

محمد منیر قمر سیالکوٹی
ترجمان سپریم کورٹ الخبر
سعودی عرب

اس سلسلے میں مختصراً یہ ہے کہ جن کاموں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے انہی سے تیمم بھی ختم ہو جاتا ہے کیونکہ وہ اسی کے قائمقام ہی تو ہے۔ ایسے ہی جس شخص نے پہلے پانی نہ ملنے کی وجہ سے تیمم کیا ہو' پانی مل جانے پر اس کا تیمم ختم ہو جاتا ہے۔ البتہ اگر تیمم والی نماز کے دوران ہی پانی کے مل جانے کا پتہ چل جائے تو وہ نماز مکمل کر سکتا ہے اور اگر کسی نے بیماری یا کسی دوسرے عذر کی بناء پر تیمم کیا ہو تو جب اس کا وہ عذر ختم ہو جائے۔ تیمم بھی ختم ہو جاتا ہے۔ گویا نواقض تیمم کو جاننے کیلئے نواقض وضو کا جاننا اور پیش نظر ہونا ضروری ہے۔

## نواقض وضوء

نواقض وضوء کے ضمن میں سب سے پہلے آتا ہے۔

ماخرج من السبیلین

ترجمہ :۔ پیشاب اور پاخانہ کی جگہوں سے کچھ نکلنا۔

اور اسکے تحت متعدد اشیاء آجاتی ہیں جن میں سے پہلی دو چیزیں تو

### ا۔۲ پیشاب و پاخانہ

ہی ہیں اور ان دونوں کے ناقض وضوء ہونے کا ذکر خود قرآن کریم میں موجود ہے۔ چنانچہ سورہ نساء آیت نمبر ۴۳ میں ارشاد الہٰی ہے۔

او جاء احد منکم من الغائط۔

ترجمہ :۔ یا یہ کہ تم میں سے کوئی رفع حاجت کرکے آئے۔

اور ظاہر ہے کہ رفع حاجت پیشاب و پاخانہ سے ہی کنایہ ہے۔ ان دونوں

سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ فراغت کے بعد نماز کے لئے استنجاء اور وضو کرنا ضروری ہو جاتا ہے اور ما خرج من السبیلین میں سے ان دونوں کے ناقص وضو ہونے کا ثبوت حدیث شریف میں بھی مذکور ہے۔ چنانچہ ترمذی، نسائی، صحیح ابن خزیمہ اور مسند احمد میں حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یامرنا اذا کنا سفرا ان لا ننزع خفافنا ثلاثۃ ایام ولیالیھن الا من جنابۃ ولکن من غائط و بول و نوم۔ ( الفتح الربانی ۲ / ۷۳، ۷۴ : و نقل تصحیح ابن خزیمۃ و الترمذی و تحسین البخاری للحدیث، مشکوۃ ۱/ ۱۶۱، ۱۶۲ )

ترجمہ :۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سفر کے دوران ہمیں یہ حکم فرمایا کرتے تھے کہ ہم اپنے موزوں کو تین دن اور تین راتیں پاخانہ، پیشاب اور نیند کی بناء پر نہ اتارا کریں۔ ہاں اگر جنابت ہو تو پھر اتار لیں۔

اس حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین نواقض وضوء شمار کئے ہیں اور بتایا ہے کہ ان سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے لیکن اگر کسی نے موزے پہنے ہوئے ہوں تو وضو ٹوٹ جانے کے باوجود موزے اتار کر پاؤں دھونے کی ضرورت نہیں بلکہ ان پر مسح کر لینا ہی کافی ہے۔ ہاں اگر جنابت ہو جائے تو پھر موزوں کا اتارنا ضروری ہو جاتا ہے۔ اور یہیں ایک مسئلہ بھی حل کرتے جائیں اور وہ ہے سلس البول کا مسئلہ۔

## سلس البول

اگر کسی کو سلس البول کی بیماری ہو یعنی پیشاب کے قطرے مسلسل گرتے رہتے ہوں تو وہ نماز کیسے ادا کرے ؟ اس سلسلہ میں اہل علم نے لکھا ہے کہ نماز تو معاف نہیں ہے۔ ایسے بیمار لوگ انڈرویئر استعمال کریں اور وضوء کرکے نماز شروع کر دیں اور ایک ہی وضوء سے پوری نماز پڑھ لیں اگر درمیان میں وضوء

ٹوٹتا ہے تو ٹوٹتا رہے اللہ معاف کرے گا۔ البتہ ایسا شخص ایک وضوء سے دو نمازیں ادا نہیں کر سکتا۔ بلکہ ہر نماز کے لئے از سر نو وضوء کرنا ضروری ہے۔ (فتاوی علماء حدیث ا ر ۷۴' فقہ السنن ۷ ا ر ۶۰' المغنی ا ر ۳۰۳ - ۳۰۴' فتوی دار الافتاء جامعہ سلفیہ بحوالہ ہفت روزہ اہلحدیث جلد ۱۲ شمارہ ۸ )

اور جب وضوء کر لے تو شرمگاہ پر چھینٹا مار لے اور پھر مطمئن ہو کر نماز پڑھے کیونکہ وہ ایک شرعی عذر میں مبتلا اور مجبور ہے اور ایسے شخص کو مستحاضہ کے حکم میں شمار کیا گیا ہے اور مستحاضہ عورت جسے مخصوص ایام کے علاوہ بھی بیماری کا خون آتا رہتا ہے اسے نبی اکرم ﷺ نے ایسے ہی نمازیں ادا کرنے کا حکم فرمایا تھا۔ چنانچہ صحیح بخاری و مسلم' سنن اربعہ الا ابن ماجہ' صحیح ابن حبان اور موطا مالک جیسی کتب حدیث میں حضرت عائشہؓ سے مروی ایک صحابیہ حضرت فاطمہ بن جحشؓ کا واقعہ مذکور ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔

انی لا اطھر افادع الصلوۃ۔

ترجمہ :۔ میں پاک نہیں رہتی کیا میں نماز چھوڑ دوں ؟

ان کا اشارہ مرض استحاضہ کی طرف ہی تھا۔ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا :

انما ذلک عرق و لیس بالحیضۃ فاذا اقبلت الحیضۃ فاترکی الصلوۃ فاذا ذھب قدرھا فاغسلی عنک الدم و صلی۔ ( بخاری مع الفتح حدیث ۲۲۸' مسلم مع النووی ۴ / ۱۶ - ۱۷' صحیح ابی داؤد حدیث ۲۶۱' صحیح الترمذی ۱۰۸' صحیح النسائی حدیث ۳۴۷ / ۲۰۶' ابن ماجہ ۶۶۸' موطاء مع المسنوی حدیث ۱۰۴ )

ترجمہ :۔ یہ ایک رگ ہوتی ہے یہ حیض نہیں ہوتا جب ایام حیض آئیں تو نماز چھوڑ دو اور جب ایام حیض کے بقدر عرصہ گزر جائے تو خون دھو دو (یعنی غسل

حیض کر لو) اور نماز پڑھو۔
جب کہ ایک اور روایت میں ہے۔

ثم توضئی لکل صلوۃ۔ (بخاری و فتح الباری ۱ / ۴۰۹، و الفتح الربانی ۲ / ۱۷۱و جامع الاصول ۷ / ۳۶۳، صحیح ابی داؤد حدیث ۲۸۷)
ترجمہ :۔ پھر تم ہر نماز کے لئے وضوء کرو۔

انڈر ویئر کے استعمال کا فائدہ یہ ہو گا کہ اوپر والے کپڑے ناپاک نہیں ہوں گے اور اس کے استعمال کا اشارہ ان احادیث سے ملتا ہے جن میں استحاضہ کے باوجود اعتکاف کرنے کا ذکر آیا ہے۔ جن کی تفصیل بخاری شریف کتاب الحیض، باب الاعتکاف للمستحاضہ، اور اس کی شرح فتح الباری اور مسند احمد کی ترتیب و شرح الفتح الربانی (جز دوم ص ۱۶۹ تا ۱۷۲) اور دیگر کتب حدیث اور ان کی شروح میں دیکھی جا سکتی ہے۔

(بخاری وفتح الباری ۱ / ۴۱۱ ۔ ۴۱۲، والمغنی ۱ / ۳۰۴)

## ۳۔ خروج ریح یا ہوا کا نکلنا

نواقض وضوء میں سے تیسری چیز خروج ریح ہے اور اس کا ثبوت صحیح بخاری و مسلم، مسند احمد اور دیگر کتب حدیث میں مذکور ہے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

لا تقبل صلوۃ من احدث حتی یتوضا۔

ترجمہ :۔ جو شخص حادث ہو جائے اس کی اس وقت نماز قبول نہیں ہوتی جب تک کہ وہ وضوء نہ کر لے۔

یہ سن کر حضرموت سے آئے ہوئے ایک شخص نے پوچھا :

ما الحدث یا ابا ہریرۃ؟

ترجمہ :۔ اے ابو ہریرہ حدث کیا ہے۔ تو انہوں نے جواب دیا :

فساء او ضراط۔ (بخاری مع الفتح ۱ / ۲۳۴، الفتح الربانی ۲ / ۷۵،

مسلم مع النووی ۱۰۲ ، ۱۰۴ )

پھسکی یا گوز یعنی بغیر آواز کے یا آواز کے ساتھ۔ جائے پاخانہ سے ہوا کا خارج ہونا۔

اور یہاں یہ بات پیش نظر رہے کہ اس معاملہ میں خوامخواہ شک میں مبتلا ہو جانا بھی صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے محض معمولی سا شک گزرنے پر نماز چھوڑ کر وضوء کرنے کے لئے چل دینے سے منع فرمایا ہے۔ جیسا کہ صحیح بخاری و مسلم، ابو داؤد اور نسائی میں حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے سامنے یہ شکایت کی گئی کہ بعض دفعہ نمازی آدمی محسوس کرتا ہے کہ شائد دوران نماز اس کے پیٹ سے ہوا خارج ہو گئی ہے۔ (تو ایسے میں وہ کیا کرے) اس پر آپؐ نے فرمایا:

لا ینفتل، لا ینصرف حتی یسمع صوتا او یجد ریحا۔ (بخاری مع الفتح ۱ ، ۲۳۷ و جامع الاصول ۸ ، ۱۰۷، مسلم مع النووی ۴ ، ۴۹ - ۵۸، صحیح ابی داؤد حدیث ۱۷۶، صحیح النسائی ۱۵۴، ابن ماجہ ۵۱۳، و ابن خزیمہ ( ۱۰۱۸ ) بحوالہ صحیح النسائی ۱ ، ۳۵ )

ترجمہ:۔ وہ اس وقت تک نماز نہ چھوڑ کر جائے جب تک وہ آواز نہ سن لے یا بو نہ پائے۔

ایسے ہی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی صحیح مسلم، ابو داؤد اور ترمذی میں مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اذا وجد احدکم فی بطنہ شیئا فاشکل علیہ اخرج ام لا فلا یخرجن حتی یسمع صوتا او یجد ریحا۔ ( جامع الاصول ۸ ، ۱۰۷، مسلم مع النووی ۴ ، ۵۱، صحیح ابی داؤد حدیث ۱۶۳، صحیح الترمذی حدیث ۶۱)

ترجمہ:۔ جب تم میں سے کوئی شخص اپنے پیٹ میں کچھ پائے اور اس کے لئے

یہ سمجھنا مشکل ہو جائے کہ ہوا نکل گئی ہے یا نہیں تو اس وقت (مسجد سے) ہرگز نہ نکلے جب تک کہ آواز نہ سن لے یا بو نہ پائے۔

ان دونوں احادیث میں نبی اکرم ﷺ نے خروج ہوا کا یقین کر لینے تک نماز نہ چھوڑنے کا حکم فرمایا کہ صرف معمولی شک گزرنے سے ایسا نہ کرے۔ گویا جب تک وضو کے ٹوٹ جانے کا پختہ یقین نہ ہو جائے اس کی نماز صحیح ہے اور امام نوویؒ نے شرح مسلم میں کہا ہے کہ یہ حدیث اس مسئلہ میں اصل ہے کہ اشیاء اپنی اصل پر ہی رہتی ہیں جب تک کہ اس کے خلاف (یعنی اصل سے ہٹ جانے) کا پختہ یقین نہ ہو جائے اور محض شک کا واقعہ ہو جانا مضر نہیں ہے اور جمہور علماء نے اس حدیث کو اختیار کیا ہے۔

(انظر فتح الباری ۱ر ۲۳۸ و شرح مسلم نووی ۲ر ۳ر ۴۹ ۔ ۵۰)

ان احادیث سے مرض وسواس میں مبتلا لوگوں کیلئے بھی صاف علاج اور عمدہ حل نکل آیا کہ وہ محض وسواس و شک پر بنیاد بنا کر نماز نہ چھوڑیں اور وضوء کرنے نہ چل نکلیں بلکہ یقین رکھیں۔ اور فتح الباری میں حافظ ابن حجرؒ نے تو مذکورہ حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ بعض لوگوں نے اس حدیث کو مرض وسواس میں مبتلا لوگوں کے ساتھ خاص قرار دیا ہے۔ مگر انہوں نے صحیح مسلم و ابو داؤد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کے الفاظ نقل کرکے ثابت کیا ہے کہ اس حدیث کا حکم وسواس والوں کے ساتھ خاص نہیں بلکہ ہر کسی کے لئے عام ہے کہ جب تک خروج ہوا یا کسی بھی دوسرے طریقہ سے وضو کے ٹوٹ جانے کا یقین نہ ہو جائے تب تک مطمئن ہو کر اس وضو سے نماز ادا کرتے جانا چاہئے۔ (فتح الباری ۱ر ۲۳۸)

امام خطابیؒ معالم السنن میں فرماتے ہیں کہ آواز سننے یا بو پانے کا معنی یقین حاصل کر لینا ہے۔ خاص آواز یا بو پانا مراد نہیں اور جب کوئی معنی خاص نام سے زیادہ وسعت والا ہو تو حکم اسی معنی کا ہو گا نہ کہ اس خاص معنی کا۔

(معالم السنن خطابی ۱ر ۱۲۹) گویا مذکورہ دو چیزوں کے پانے کی بجائے ان کا معنی یعنی وضو ٹوٹنے کا یقین مراد ہے وہ چاہے کہ بھی طرح وضو کے ٹوٹنے سے حاصل ہو۔

جمہور اہل علم کا مسلک تو یہی ہے البتہ امام مالکؒ ایک قول میں شک سے وضو کے مطلق ٹوٹ جانے کے قائل ہیں اور دوسرے قول میں ان کے نزدیک ایسے میں نیا وضو کر لینا زیادہ محبوب ہے اور ان کا یہ مسلک حیث النظر تو قوی ہے مگر مدلول حدیث کے مغایر و مخالف ہے۔ (لہٰذا جمہور کا مسلک ہی اولی ہے) (نظر فتح الباری ۱ر ۲۳۸)

اور امام ابن مبارکؒ نے اس سلسلہ میں ایک بڑی عمدہ بات کہی ہے وہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی کو حادث ہونے میں شک ہو جائے تو اس پر وضو کرنا اس وقت تک واجب نہیں جب تک کہ اسے اس کا پختہ یقین نہ آ جائے اور پختہ یقین اس حد تک کہ وہ اس پر حلف یعنی قسم کھا سکے اور اگر حادث ہونے کا یقین ہو جبکہ طہارت کے بحال ہونے کا محض شک رہ جائے تو اس پر وضو کرنا لازم ہے اور اس پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔

(شرح مسلم نووی ۲ر ۳ر ۵۰، فقہ السنہ ۱ر ۵۶)

## سلس الریح

اور جس طرح بعض لوگوں کو تقطیر البول یا سلس البول یعنی پیشاب کے قطروں کے آتے رہنے کا مرض ہوتا ہے۔ ایسے ہی بعض کو سلس الریح کی بیماری ہوتی ہے کہ وہ چند منٹ کیلئے بھی ہوا کو نہیں روک سکتے بلکہ بلا اختیار ہوا خارج ہوتی رہتی ہے۔ ایسے لوگوں کو وضو اور نماز کا حکم سلس البول والوں کی طرح ہی ہے۔ علماء نے اسے بھی استحاضہ کے حکم میں داخل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ وضو کر کے اطمینان سے نماز ادا کر لے۔ اس نماز کی سنتیں اور نوافل بھی پڑھ لے حتی کہ معمول کے مطابق قرآن کریم کی تلاوت، درود شریف یا

دوسرا کوئی مسنون وظیفہ کرنا چاہے تو نماز کے ساتھ ہی اسی پہلے وضو سے کر لے۔ البتہ ایک وضو سے متعدد نمازیں ادا نہیں کر سکتا۔ (انظر فتاوی عزیزی ص ۳۶۲ بحوالہ فتاوی علمائے حدیث ۱ر ۷۵' فقہ السنہ ۱ر ۶۰' المغنی ۱ر ۳۰۴' دلیل الطالب ۷ ۲۳' ۳۴۵ بحوالہ فتاوی علمائے حدیث ۱ر ۸۴ ـ ۹۱)

## شرم و حیاء کے مسائل

اور بعض نواقض وضوء میں سے ہی اور خصوصا ما خرج من السبیلین سے تعلق رکھنے والے بعض نواقض ایسے بھی ہیں جنہیں شرم و حیا والے امور میں شمار کیا جاتا ہے اور بعض لوگوں کو ناگوار گزرتا ہے کہ ایسے مسائل بیان کئے جائیں اور ان کی دلیل یہ ہوتی ہے کہ ماؤں' بہنوں' اور بہو' بیٹیوں کی موجودگی میں ایسے مسائل کا ذکر تکلیف دہ ہوتا ہے ان کے جذبات کا لحاظ کرتے ہوئے بقدر امکان مناسب الفاظ سے ان مسائل کا تذکرہ بھی ازبس ضروری ہے کیونکہ وہ بھی دین کا ایک جز ہیں اور مسائل دین کے بیان کرنے میں اگر محض اسی بات کو سامنے رکھتے ہوئے تساہل برتا جائے تو اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ دین کا ایک حصہ نظروں سے اوجھل رہ جائے گا یا کم از کم اس کا غالب اندیشہ ہو گا اور ویسے بھی صحیح بخاری' سنن اور مسند احمد میں بھی ہے :

ان اللہ لا یستحی من الحق۔ (بخاری مع الفتح ۱ ر ۳۸۸' فتح الربانی ۲ ر ۷۴' مسلم ۳۷۱ ر ۲۲۳ ـ ۲۲۴' صحیح ابی داؤد حدیث ۲۳۷' صحیح الترمذی حدیث ۱۰۶' صحیح سنن النسائی حدیث ۱۹۰' ابن ماجہ حدیث ۱۹۲۴' و سنن الدارمی حدیث ۷۶۳' طبع دار الکتاب العربی)

ترجمہ :۔ یقیناً اللہ تعالی حق بیان کرنے سے نہیں شرماتا۔

اور سورہ احزاب آیت ۵۳ میں ارشاد الہی ہے و اللّٰہ لا یستحی من الحق۔ اور اللہ تعالی حق بیان کرنے سے نہیں شرماتا۔

خود پیکر شرم و حیاء نبی اکرم ﷺ نے ایسے مسائل اپنی امت کے تمام افراد مرد و زن کیلئے بیان فرمائے اور ان مسائل کو امہات المومنینؓ نے کمال دیانت سے امت تک پہنچایا اور جب عفت مآب صدیقہ کائنات رضی اللہ عنہا سے ان مسائل کی بکثرت احادیث مروی ہیں۔ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں تو آج ہماری ماؤں، بہنوں، بہو اور بیٹیوں کو چیں بچیں نہیں ہونا چاہئے اور نہ ہی مردوں کیلئے خاص اس سلسلہ میں ضرورت سے زیادہ شرمیلا پن مناسب ہے۔

## شرم و حیا اور علم

شرم و حیا کی حدود کو اتنا بھی تنگ نہ کر دیا جائے کہ مسائل دین ہی اوجھل رہ جائیں اور پھر بعض مواقع پر تو شرم و حیا قابل تعریف ہے جیسے اکابرین اور بڑوں کے سامنے احتراماً حیاء کرنا وغیرہ جو کہ ایک شرعی مسئلہ ہے اور وہ حیا مفردات القرآن میں راغب اصفہانی کے بقول انقباض النفس عن القبیح ہے کہ برائی سے نفس انسانی جو انقباض سا محسوس کرتا ہے اسے حیا کہا جاتا ہے۔ آگے وہ فرماتے ہیں:

وھو من خصائص الانسان لیرتدع عن ارتکاب کل ما یشتھی فلا یکون کالبھیمۃ و ھو مرکب من جبن و عفۃ فلذلک لا یکون المستحی فاسقا۔

ترجمہ:۔ یہ حیا تو انسان کے خصائص میں سے ہے تاکہ وہ ہر نفسانی خواہش کی تکمیل و ارتکاب سے رکا رہے اور کہیں حیوان نہ بن جائے اور یہ شرعی حیاء بزدلی اور عفت و پاکبازی کا مجموعہ ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حیا دار شخص فاسق (یعنی کبائر کا ارتکاب کرنے والا اور کھلے عام برائی کرنے والا) نہیں ہوتا۔

اور امام ابن قتیبہؒ فرماتے ہیں۔:

ان الحیاء یمنع صاحبہ من ارتکاب المعاصی کما یمنع الایمان۔

ترجمہ :۔ حیا بھی انسان کو گناہوں کا ارتکاب کرنے سے اسی طرح روکتی ہے جیسے ایمان روکتا ہے۔

اور صحیح بخاری و مسلم اور موطا امام مالک میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ارشاد نبویؐ :

الحیاء من الایمان۔ کہ حیا ایمان کا جز ہے۔ (بخاری مع الفتح ۱ر ۷۴، مسلم ۱ر ۳ر ۲، موطا مع المسوی ۲ر ۴۶۱۔ باب فضل الحیاء)

اس سے یہی مراد ہے اور الحیاء شعبة من الایمان ۲اسی طرح الحیاء لا یاتی الا بخیر سے بھی وہی حیاء مراد ہے کہ حیا ایمان کا ایک شعبہ ہے اور حیا کا نتیجہ بھلائی ہی ہے۔ (فتح الباری ۱ر ۷۴، ۷۵)

اگر کہیں ایسی صورت حال ہو کہ گناہ کا ارتکاب کرتے وقت حیاء دامن گیر ہو اور وہ گناہ سے رک جائے تو یہ قابل تعریف حیاء ہے اور اسلام میں مطلوب ہے اور اگر حیاء نام کا جذبہ کسی شرعی امر کے ترک کرنے کا موجب بن رہا ہو تو وہ حیا شرعی نہیں بلکہ حیاء کے نام سے ضعف و اہانت ہے جو قابل مذمت ہے اور اس کی حدود دراصل کبر و نخوت سے جا ملتی ہیں۔ اس شرم و تکبر سے ملے جلے جذبہ مذمومہ کا نتیجہ حصول علم سے پہلو تہی بلکہ محرومی تک پہنچ جاتا ہے اور صحیح بخاری کے ایک ترجمة الباب میں تعلیقا حلیة الاولیاء ابو نعیم میں صحیح سند سے موصولا مروی حضرت امام مجاہد رحمہ اللہ کا ارشاد ہے۔

لا یتعلم العلم مستحی و لا متکبر۔ شرم و تکبر کرنے والا شخص علم حاصل نہیں کر سکتا۔ (بخاری مع الفتح ۱ر ۲۲۸)

اور جن لوگوں کو علم دین کا حصول اور روز مرہ زندگی کے مسائل کی معرفت عزیز تھی وہ مرد تو کجا عورتیں تک خود ایسے ایسے مسائل پوچھ لیا کرتی تھیں کہ آج واقعی وہ انکی بڑی جرات لگتی ہے اور وہ جرات مذموم بھی نہیں تھی بلکہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ان کی تعریف کی

ہے چنانچہ صحیح مسلم میں تعلیقا اور صحیح بخاری میں موصولا مروی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

نعم النساء نساء الانصار لم یمنعهن الحیاء ان یتفقهن فی الدین۔

(بخاری مع الفتح ۱/ ۲۲۸، مختصر مسلم للمنذری حدیث ۱۷۲، صحیح ابی داؤد ۳۰۸، سنن ابن ماجه ۶۴۲)

بہترین عورتیں انصار مدینہ کی عورتیں ہیں۔ (نام نہاد) حیا نے انہیں تفقه فی الدین یعنی علم دین کے حصول سے نہیں روکا۔ رضی اللہ عنهن و ارضاهن

امید ہے کہ بات پوری طرح واضح ہو چکی ہو گی تو آیئے اب آگے چلتے ہیں۔

## ۴۔ خروج مذی ۱

نواقض وضو میں سے ما خرج من السبیلین کے تحت ہی یہ بھی آتی ہے لیکن یہاں یہ بات پیش نظر رہے کہ جماع و احتلام کی شکل میں جو مادہ منویہ (لذت و دفق کے ساتھ) نکلتا ہے جس سے انسان کی تخلیق ہوتی ہے۔ اس (منی) پر تو غسل واجب ہو جاتا ہے وہ خروج مذکورہ طریقوں سے ہو یا غیر فطری ذرائع سے اس میں کوئی فرق نہیں ہے۔

اور نواقض وضو میں سے "مذی" سے مراد لیسدار مادے کا وہ قطرہ ہے جو ملاعبت یعنی بوس و کنار کے نتیجہ میں (سر ذکر پر) نمودار ہوتا ہے اور یہ نوجوان اور طاقتور شخص کے ساتھ خاص ہے۔ اس کے خروج سے غسل واجب نہیں ہوتا بلکہ اس کے بعد صرف استنجاء و وضو کرکے نماز ادا کی جا سکتی ہے۔ جیسا کہ صحیح بخاری و مسلم میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

کنت رجلا مذاء فامرت المقداد ان یسال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ..... فیه الوضوء۔ (بخاری مع الفتح ۱/ ۲۳۰، بلوغ المرام مع السبل ۱/ ۱/

؟۱ مسلم مع النووی ۱ر ۳ر ۲۱۲ '۲۱۳ )

ترجمہ :۔ میں بکثرت مذی والا آدمی تھا۔ میں نے حضرت مقداد رضی اللہ عنہ سے کہا کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں پوچھیں۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس میں وضو ہے۔

اور بخاری کی ایک دوسری روایت میں ہے : توضا و اغسل ذکرک اور مسلم شریف میں تقدم و تاخیر کے ساتھ یوں مذکور ہے کہ : اغسل ذکرک و توضا۔ قضیب کو دھو لو یعنی استنجا کر لو اور پھر وضو کر لو۔ اور معنی دونوں کا ایک ہی ہے البتہ مسلم شریف میں ترتیب کو ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے۔

اس حدیث میں تو صرف اتنا ہی مذکور ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت مقدادؓ کو مذکورہ مسئلہ پوچھنے کیلئے بھیجا۔ جب کہ صحیح بخاری میں ہی ایک دوسری روایت میں اس کا سبب بھی مذکور ہے۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں : لمکان ابنتہ آپ کی بیٹی کیوجہ سے۔ (بخاری مع الفتح ۱ر ۳۷۹ )

اور ایک روایت میں ہے : لمکان فاطمة مطلب یہ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت فاطمہ الزہراءؓ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں تھیں اور اس سسر و داماد کے باہمی حساس رشتہ کی بناء پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خود مذکورہ مسئلہ پوچھنے کی بجائے اپنے ساتھی حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور اس رشتہ کی نزاکت کا یہی تقاضا تھا کہ وہ اس مسئلہ میں حیاء کے پیش نظر یہی طریقہ اپنائیں اور المجموع شرح المہذب میں امام نوویؒ نے اور فتح الباری میں حافظ ابن حجر نے لکھا ہے کہ ادب کا تقاضا یہی تھا کہ داماد اپنے سسرالی رشتہ داروں سے ایسے امور کے متعلق گفتگو نہ کرے اور شک ہو سکتا تھا کہ اس مادے کا خروج شائد مردوں میں ہی ہو عورتوں میں نہ ہو' لیکن امام نوویؒ نے اس شک کو بھی رفع کر دیا ہے۔ چنانچہ المجموع میں ہی موصوف نے لکھا ہے کہ اس مادے کا خروج صرف مرد کے ساتھ خاص نہیں بلکہ عورت اس

باقی صـ۳۶ پر